السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

احکام رسول ﷺ کی حیثیت

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

احکام رسول ﷺ کی حیثیت

(از مولانا عبدالروئف رحمانی ۔نیپال)

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے مقدس دور میں کچھ مسائل ہیں باہم اگر اختلاف رونما ہوتے تو فرمان رسول ﷺ معلوم ہونے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور خفاء راشدین فرمان رسالت کے سامنے جھک جاتے اوراختلافات ختم کر کے صرف سنت کی پیروی کرتے اگر خلفاء کے کچھ ایسے مسائل ہوتے ہیں ۔جو نبی کریم ﷺ کی سنت سے مذاحم نظر آتے ۔ تو اجلہ صحابہ کرم رضوان اللہ عنہم اجمعین اس کی صاف مخالفت اور سنت کے خلاف نہیں مانی جاتی تھی ۔ اور نہ ان کا احترام وتقدس اتباع کی راہ میں کچھ حائل ہوسکتا تھا چنانچہ اس سلسلہ کے چند واقعات پش خدمت ہیں ان سے تقدیم کتاب وسنت کا حال اچھی طرح آپ کو معلوم ہوسکے گا ۔

فرمان رسول ﷺ کی حیثیت

۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج وعمرہ کےلئے ایک ساتھ تلبیہ کو منع فرما رکھا تھا انہیں کے دور خلافت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کے ساتھ لبیک کی آواز بلند کی جب حضرت عثمان رضی اللہ1 تعالیٰ عنہ یہ اطلاع کی گئی تو انھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا ۔

الم تعلم انی قد نہیت عن ہذا

یعنی کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ معلوم نہیں کہ میں نے حج تمتع سے منع کر رکھا ہے ۔ فرمایا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلان کا پتہ مجھے ضرور ہے ۔

ولکن لم اکن لادع قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقولک

مسند احمد ۔ج1 ص90)   لیکن جب میں حضور ﷺ کے ارشاد مبارک کو جانتا ہوں ۔ تو آپ کی بات کی وجہ سے حضور ﷺ کے ارشاد کو ترک نہیں کر سکتا ۔)

قول رسول ﷺ کے سامنے قول خلیفہ کی کوئی حیثیت نہیں

ایک مجلس میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے حج تمتع کیا ہے ۔ اس پر عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مگر ابو بکر اور عمر رضوان اللہ عنہم اجمعین تو اس سے منع کرتے تھے ۔ تو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غصہ سے فرمایا !اے عروہ تو کیا کہہ رہا ہے ۔ میں نبی کریم ﷺ کا قول وفعل بیان کر رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا ہے مسند احمد ص 337 ج اول اس روایات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین ارشاد نبوت کے مقابلے مین خلفاء راشدین کے سکی قول وعمل کو حجت نہیں قرار دیتے تھے صرف حضور ﷺ کے قول وافعال پر عام اعمال کا دارومدار رکھتے تھے ۔

منع تمتع سے رجوع اور اتباع سنت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے فتوے سے رجوع بھی ثابت ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روکا کہ آپ کو حج تمتع سے روکنے کا حق حاصل نہیں ہے ۔ کیونکہ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا ہے ۔ لیکن آپ ﷺ نے ہم کو اس سے روکا یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فتوے سے رجوع فرمایا (منتخب کنز الاعمال ص 336 ج دوم)

اتباع سنت کا مقام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی سے پوچھا کہ قربانی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا درست ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے ہدی کے جانوروں پر سواری کی اجازت دی ہے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سائل سے فرمایا۔

لا تتبعون شیئا افضل من سنۃ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم

منتخب کنز الاعمال ص 378 ج 2) نبی کریم ﷺ کی سنت سے بڑھ کر کوئی چیز قابل اتباع نہیں۔ مقصود یہ ہے کہ حضور ﷺ کی راہ و روش سے ہٹ کر تقویٰ اور بزرگی کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ پس آپ ﷺ کے ارشاد) کے بعد ایسے جانور پر سواری نہ کرنا اتباع سنت کے خلاف ہے۔

قول و رائے پر حدیث رسول ﷺ مقدم ہے۔

حضرت ابو الجواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معاملہ صرف کے متعلق پوچھا تو بارہا یہی بتاتے رہے کہ جب ہاتھوں ہاتھ نقد لین دین ہو تو ایک کے بدلے دو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک سال حج کے موقع پر مسئلہ کی توضیح کے خیال سے پوچھا تو فرمایا کہ پورے وزن کے ساتھ برابر برابر لینا ہوگا۔ تو میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا پہلے آپ کا فتویٰ کچھ اور تو اب کچھ اور کیا بات ہے۔ فرمایا میرا پہلا فتویٰ میری رائے تھی۔ او راب حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق ایک صاف حدیث بیان نظر کرتے ہیں۔ **فترکت رایي الی** حدیث رسول اللہ ﷺ پس میں نے اپنی رائے کو حدیث رسول ﷺ کے مقابلے میں پشت ڈال دیا ہے۔

سنت رسول ﷺ کی اقتداء

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ کعبہ میں جو خزانہ محفوظ ہے۔ اس کو برآمد کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ تو شیبہ بن عثمان نے یہ بات سامنے رکھی کہ آپ سے پہلے رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزر چکے ہیں۔ اور ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بے شک میرے لیے ان حضرات کی سنت اور تعامل کی اقتداء کرنی ضروری ہے۔ (مسند احمد ص 410 ج 3 چنانچہ آپ نے بھی کعبہ کا خزانہ برآمد نہیں کیا۔

سنت رسول ﷺ کی تعلیم و تلقین

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے فلاں کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ تو اس نے 22 تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھائی ہے۔ چونکہ وہ شخص اس عیب و نقص سمجھ رہا تھا اس لئے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یعنی تجھ پر افسوس ہے تو 22 تکبیروں میں کوئی شرعی نقص کیوں سمجھ رہا ہے۔ اسی طرح کی نماز تو رسول اکرم ﷺ کی عین سنت ہے۔

سنت رسول ﷺ کا مطالبہ

فاروق اعظم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مسجد نبوی ﷺ میں اضافہ کرنے کے لئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان جو مسجد کے پہلو میں تھا لینا چاہا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زمین کے فروخت کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمھیں قطعاً یہ زمین خالی کرنی ہوگی۔ خواہ قیمتا تو خواہ مسجد کے لئے وقف کر دو۔ انہوں نے کسی طرح منظور نہ کیا۔ کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے محترم چچا تھے۔ ان کا احترام بھی واجب تھا۔ ادھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم بھی وقعت رکھتا تھا۔ اس لئے یہ معاملہ ایک حکم یعنی ایک ثالث کے سامنے پش ہوا۔ اور یہ دونوں بزرگ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ پر راضی ہوئے۔ چنانچہ جب معاملہ ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پش ہوا۔ تو مقدار کی روداد اور تفصیلات معلوم کرنے کے بعد حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ زمین والے کی رضا مندی کے بغیر کسی کی زمین نہیں لے سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منصف سے پوچھا کہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ کی کونسی دلیل تمارے پاس ہے۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا **بل سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

(کہ میرے علم میں رسول اللہ ﷺ کی ایک سنت ہے۔ چنانچہ اس سنت کا علم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوا تو اپنے اس خیال سے باز آگئے۔ منتخب کنز الاعمال ص 262 ج 3

سنت رسول ﷺ کامل و مکمل ہے۔

ایک شخص نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ کہ سفر میں (نماز قصر) اب بھی پڑھیں۔ یا کامل اور پوری پڑھیں تو آپ نے فرمایا۔

لست تقصرہا ولکن تمامہا وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

منتخب کنز العامل ص 229 ج 3) خلاصہ جواب یہ ہے کہ تم سفر میں نماز قصر کو جیسے حضور ﷺ نے مسنون کیا ہے۔ کچھ قصر و نقص کی بات نہ سمجھو۔ بلکہ وہ قصر ہو کر بھی کامل مکمل ہے اور رسول اکرم ﷺ کی عین سنت ہے۔

سنت رسول ﷺ کی تقدیم

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران بھائی عمرو بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ایک جھگڑا تھا دونوں اپنا معاملہ پش کرنے کےلئے حضرت سعید بن عاصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور شخصیت کے مالک تھے۔ اس لئے سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھانا چاہا۔ اور جگہ بنا کر بلایا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عزت افزائی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔

سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الخصمین یقعدان بین یدي الحکم

مسند احمد ص 4ج 4) یعنی رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں حاکم کے سامنے بٹھائے جائیں ایک حاکم کے ساتھ تخت پر بیٹھے اور دوسرا فرش زمین پر ہے یہ سنت رسول ﷺ کے خلاف ہے۔)

سنت رسول ﷺ اور رائے امام

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں۔

قال الشافی اجمع الناس علی ان من استبانت لہ سنۃ رسواللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لہ ان یدع لقول احد

کتاب الروح ص 322) یعنی امام شافعی نے فرمایا کہ اس مسئلہ پر اجماع امت ہے۔ کہ جس کو سنت رسول اللہ ﷺ معلوم ہو جائے پھر اس کی مجال نہیں ہے۔ کے کسی عالم یا کسی امام کے قول کی وجہ سے سنت رسول اللہ ﷺ چھوڑ دے۔

کتاب وسنت اور اقوال آئمہ

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے قول وفعل پر کسی کی رائے وقیاس کو مقدم کرنا ہر گز جائز نہیں ہے۔ حدیث کی صحت کو روایۃ ودرایۃ معلوم کر لینے کے بعد حدیث رسول ﷺ سے عدول درست نہیں۔ اگر چہ بغرض محال ایک دنیا اس کی مخالفت پر تل جائے آپ کے الفاظ اس موقع پر یہ ہیں۔

نظر فی صحۃ الحدیث اولا ثم فی معناہ ثانیا فاذا تبین لک لم تعدل عنہ ولو خالفک من بین المشرق والمغرب ومعاذ اللہ ان تتفق الامۃ علی مخالفۃ ما جاء بہ

کتاب الروح ص 323) پھر حافظ ابن القیم نے بڑی قیمتی یہ بات لکھی ہے کہ کچھ لوگ کتاب اللہ وسنت پر کسی امام کی رائے کے خلاف ہونے کی وجہ سے عمل نہیں کرتے اور یہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ ہمارے امام نصوص شرعیہ کو ہم سے زیادہ جانتے تھے۔ لیکن ان کی بات اگر درست ہے تو ہم ان سے کہتے ہیں۔ کہ جن آئمہ دین نے نص شرعی کی پیروی کی ہے۔ وہ بھی تو ہم سے عالم تھے۔ پس کیا وجہ ہے کہ تم نے ان کی موافقت نہ کی۔ اگر عالم ہونا مدار کار تھا تو وجہ ترجیح کیا ہے۔ پھر ان علماء وآئمہ کی تصریحات موجود ہیں کہ نصوص کتاب وسنت کو ہمارے اقوال سے مزاحم دیکھو تو نصوص شرعیہ کتاب وسنت کو ہمارے اقوال پر مقدم رکھو۔

سنت رسول ﷺ مطلوب و محبوب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی خویلہ رضی اللہ عنہا آئی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ کی بھی نظر پڑی تو دیکھا کہ کپڑے میلے اور عام حالت خراب خستہ ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ نے پوچھا کہ خویلہ رضی اللہ عنہا کی یہ کیا حالت ہے۔ جواب دیا حضور ﷺ اس آدمی کی بیوی کی یہ حالت کیوں نہ ہو جس کے شوہر دن بھر روزہ رکھتے ہیں۔ اور رات بھر قیام کرتے ہیں۔ بیوی سے کچھ واسطہ ہی نہیں رکھتے ہیں۔

فھی کمن لازوج لہا فترکت نفسہا واضاعتہا

توانہوں نے اپنے نفس کا تزین چھوڑ دیا۔ اور اپنی حالت کو شوہر کی بے اتفاقی کے سبب گرا دیا تو حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کو بلایا اور فرمایا کہ کیا تم میری سنت سے اعراض کرتے ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا۔

ولکن سنتک اطلب یا رسول اللہ

یعنی میں تو آپ ﷺ کی سنت کا ہی طالب ہوں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں روزہ کے ساتھ وقت پر سوتا ہوں۔ اور بیبیوں سے بھی تعلق رکھتا ہوں۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کا خوف کرو۔ اللہ کے حقوق کے ساتھ تم پر (تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور تمہارے اہل وعیال کے بھی حقوق ہیں اس لئے سب امور میں اعتدال ملحوظ رکھو۔ مسند احمد ص 368ج 2

سنن نبویہ ﷺ کی تحصیل کا کامل ذوق

سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نامی ایک بزرگ صحابہ گزرے ہیں۔ انکو حضور ﷺ نے ایک زمین بطور جاگیر عطا فرمائی تھی۔ وہ اپنی زمین کی آبادی کے سلسلے میں اپنے موضع میں جایا کرتے تھے۔ اور چند دن گزار کر پھر خدمت نبوی ﷺ میں مدینہ آجاتے تھے۔ ان سے کہتے تھے کہ تمہارے جانے کے بعد فلاں فلاں آیتیں اتریں۔ اور حضور ﷺ نے فلاں فلاں ہدایت فرمائی اور فلاں فلاں فیصلے نافذ فرمائے۔ تو ان کو اپنی غیر حاضری کا بڑا غم ہوتا ایک بار انہوں نے طے کر لیا کہ یہ سب کو تنہاں زمین داری کے مخمصے کے سبب ہیں تو حاضر ہو کر حضور ﷺ سے عرض کرتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ اس جاکید کی زمین نے مجھے افادات سے محروم کر رکھا ہے۔ براہ کرم مجھ سے اس جائیداد کو واپس لے لیجئے۔

فلا حاجة لی فی الشئ یثقلنی عنک

کتاب الاعمال ص 272) مجھے ایسی کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ جو آپ کے سنن احکام اور آپ کے افادات سے مجھے محروم رکھے واقعی زمین داری ایک بڑا بکھیڑا ہے اور سخت مخمصے کا کام ہے۔)

سنت رسول ﷺ پر عمل کا جذبہ

نبی اکرم ﷺ کی وفات پر بعض اصحاب رضوان اللہ عنہم اجمعین نے زکر کیا کہ کاش ہم لوگ حضور ﷺ سے پہلے مرگئے ہوتے۔ اور بعد میں آنے والے ہر فتنہ سے آذاد ہتے ایک صحابی معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تو آپ ﷺ کے ارتحال کے بعد زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ تاکہ دنیا کو دکھا دوں کہ جس طرح آپ ﷺ کی سنت سے زندگی مین ہمیں محبت تھی ویسا ہی عشق و محبت سنن نبویہ ﷺ سے ہمیں آپ ﷺ کی محبت کے بعد بھی ہے۔ راوی کے الفاظ ہیں۔ **حتیٰ اصدقہ میتا کما صدقتہ حیا** (صفتہ الصفوہ ص 184 ج 1)

اہل سنت کی تعریف

آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا **من اہل السنة** کہ سنت پر عمل پیرا کون لوگ سمجھے جایئں گے **ما انا علیہ واصحابی** (ملال و نحل شہرستانی ص 5 ج 1) یعنی آج میرے زمانہ میں جو طریقہ میرا اور میرے اصحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کا ہے۔ اس پہ چلنے والے اور اس کے کے مطابق عمل کرنے والے اہل سنت ہیں۔

اہل سنت بازبانی حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ **من اہل السنة** کہ اہل سنت سے کون لوگ مراد ہیں فرمایا۔ **المتمسکون بما سنة اللہ و رسولہ وان قلوا** (کنز الاعمال ص 210 ج 8) کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو شریعت مقرر کردی ہے اس کے ساتھ تمسک کرنے والے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے والے اہل سنت ہیں خواہ وہ تھوڑے ہی لوگ ہوں۔

سنت سے احکام قرآنی کی توضیحات

علامہ ابو عبیدہ فرماتے ہیں۔ **السنة ہی المفسرة للتنزیل والموضحة لحدودہ او شرائعہ** اس کے بعد اس کا مثلہ دیتے ہیں۔ کہ ذانی کی حد کوڑے لگانا قرآن سے مقرر کیا بظاہر ہر طرح کے زانی کی یہ سزا معلوم ہوتی ہے۔ مگر حضور ﷺ نے کنواروں پر تو کوڑے کی سزا رکھی مگر شادی شدہ کےلئے رجم سنگسار کا حکم لازم فرمایا تو یہ کتاب اللہ کے خلاف نہ سمجھا جائے گا۔ بلکہ آپ کی اس توضیح سے یہ سمجھا جائے گا کہ آیت میں بکرین مراد ہیں اس طرح قرآن نے ۔۔۔۔ قرآن ۔۔۔۔۔ فرما کر ہر اولاد کو وارث بنایا مگر حضور ﷺ نے فرمایا۔ **لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم**

تو یہ قرآن کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے سمجھا گیا کہ دو مختلف دین والون میں وراثت جاری نہ ہوگی۔ اس طرح وضو بنانے کےلئے قرآن پاک نے پاؤں دھونے کا حکم دیا حضور ﷺ نے خفین پر مسح کا حکم دیا تو یہ قرآن کی مخالفت نہین ہوئی بلکہ حضور ﷺ کے قول و عمل سے اس امر کی تشریح ہوئی کہ غسل اس وقت ہے جب پاؤں ننگے ہوں۔ اور ان پر خف موجود نہ ہو لیکن جب خفاف مستعمل ہوں تو مسح کافی ہے۔ **وہکذا کتاب الاموال ص** 544) معلوم ہوا کہ سنت رسول ﷺ کے بغیر قرآنی احکام کی توضیح و تفسیر نہیں ہوسکتی اور ان کے بغیر کتاب اللہ پر صحیح عمل نہیں ہوسکتا۔

سنت رسول ﷺ سے عملی تشکیلات

خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ ایک شخص صحابی رسول ﷺ حضرت عمران بن حسین کے پاس آیا اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ **لا تحد ثونا الا بالقران** یعنی ہمیں آپ جو کچھ تعلیم و تبلیغ فرمایئے صرف قرآن سے ہی فرمایئے حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے قریب بلایا۔ کہا کہ ایسا مطالبہ تم نے کیوں کیا اس نے کہا قرآن ہمیں کافی وافی ہے۔ **تفصیلا لکل شئی** اس کی تعریف میں وارد ہے آپ نے فرمایا ہاں قرآن میں مکمل جامع ہدایت موجود ہیں مگر ان میں عمل تشکیلات سنت رسول ﷺ یعنی احادیث نبوی ﷺ سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ اگر تم حدیث رسول ﷺ کی ضرورت نہیں سمجھتے تو بتلاؤ کہ الصلواۃ جس ک بار بار مطالبہ قرآن کریم میں مسلمانوں سے کیا گیا ہے اس کی عملی صورت کیا ہوگی۔

اکنت تجد فی القران صلوۃ الظہر اربعا و صلوۃ العصر اربعا والمغرب ثلاثا

یعنی کیا نماز ظہر کی چار رکعت اور عصر کی چار رکعت اور مغرب کی تین رکعت کا تذکرہ قرآن کریم میں ملے گا۔ پھر آپ نے تمثیلاً حج کا ذکر فرمایا کہ پوچھا۔

لو وکلت انت واصحابک الی القران اکنت تجد منہ الطواف بالبیت سبعا والطواف بالصفا والمروۃ سبعا

یعنی تمہارے اور تمہارے باپ اور تمہارے دوسرے ہم خیال حضرات کے حوالے قورآن کردیا جائے تو کیا بیت اللہ کے سات سات طواف اور صفا مروہ کے سات سات طوافوں کا مسئلہ قرآن سے دکھا سکتے ہو اس کے بعد دریافت فرمایا کہ چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلامی سلطنت کے قیام کی صورت میں یہ سزا چور کو ضروری جائے گی۔ لیکن یہ بتلاؤ کے قرآن نے اس کی عمل تشکیل نہیں بتلائی تو ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے گا۔

والید من این تقطع من ہہنا او من ہہنا او من ہہنا

راوی کا بیان ہے کہ پہلے آپ نے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا گیا کہ یہاں سے کاٹا جائے گا۔ پھر کہنی پر ہاتھ رکھ کر پوچھا یہاں سے پھر کندھے کے قریب ہاتھ لےگئے اور پوچھا کہ کیا یہاں سے (الکفایہ للخطیب ص 16) اس واقعہ کی روشنی

مین بلا مزید تبصرہ کے سنت رسول اللہ ﷺ کی ضرورت اوراہمیت صاف واضح ہے ۔

اتباع سنت کا مقام

مشہور اہل اللہ ابو زید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ یعنی تم اگر کسی کو دیکھو کہ وہ ہوامیں اڑ رہا ہے ۔ وہ بڑی بڑی کرامات دیکھا رہا ہے ۔ تم اس کا زرا اعتبار نہ کرو۔ یعنی کوئی ولی کامل غوث قطب اس کو نہ سمجھنے لگ جائو۔ بلکہ دیکھو کہ شرعیت کے آداب حدود کی پابندی کے معاملے میں اس کا کیا حال ہے ۔ اور شرعیت وسنت کی تبلیغ اور امر نہی کے معاملہ میں اس کا کیا رویہ ہے ۔ اگر سنت رسول اللہ ﷺ اور رب کی شریعت کا متبع اور مبلغ ہے ۔ تو بلاشبہ وہ ولی بھی ہے اور صوفی بھی ہے ۔ تو اس کو معمولی درجے کا انسان بھی قرار نہ دو حضرت امام ربانی مسجد والف ثانی کا قول ہے ہ جو معارف اور اصول بال بھر بھی شریعت کتاب وسنت کے مخالف ہوں وہ ایک جو کے عوض بھی خریدے نہیں جاسکتے ۔ لیکن حدود شرعیہ سے آذاد ہے ۔

کتاب وسنت سے اعمال کا تقابل

عارف باللہ ابو حفص نیشا پوری کا مقول ہے ۔ اور اصوال کا ہر وقت کتاب وسنت کا مقابلہ کر کے اپنے اعمال کو مطابق سنت نہ رکھے ۔ خواہ وہ کیسا ہی آدمی ہو۔ اس کو انسان نہ سمجھو۔ اس میں اشارہ ہوا کہ بظاہر وہ تارک سنت خواہ ہوامیں اڑے ۔ پانی کی چادر پر کرامات دیکھائے لیکن سنت کے تارک و بد عمل کو ولی صوفی تو کجا انسان میں بھی شمار نہ کرو۔

ترک سنت کا دنیوی وبال

آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ابن کا شیخ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عامل نہ ہوگا۔ سنت کے کام بدعت سمجھیں جایئں گے اور بدعت سنت سمجھی جائے گی۔ اس کا وبال یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر سے اور ظالم حاکم کو ان پر مسلط کر دے گا ۔ اور ان کے صلحاء وابرار دعا کریں گے مگر قبول نہ ہوگی ۔

ترک سنت کا اثر

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکندریہ کی فتح کےلئے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سر کردگی میں مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ کیا اس کے فتح ہونے میں کافی تاخیر ہوئی ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر اس فکر میں رہنےلگے ۔ کہ اس تاخیر کا باعث کیا ہے ۔ آخر سوچ سمجھ کر سالار لشکر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط لکھا اور اس میں واضح کیا کہ اس فتح وتایئد الہی میں تاخیر کا سبب میرے نزدیک بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے ۔ کہ مسلمانوں نے کتاب وسنت کے بتائے ہوئے نمونے پر اپنے عمل کو قائم نہیں رکھا لہذا آپ سب مسلمانوں کو جمع کر کے بتلائو کہ وہ اپنی زندگی میں معلوم کریں ۔ کہ کونسا کام خلاف سنت ہو رہا ہے ۔ چنانچہ ہر شخص نے سوچا اور غور کیا تو پتا چلا کہ ایک سنت سے عام طور پر غفلت تھی ۔ اس پر اہتمام کے ساتھ عمل کرنا شروع ہوا تو بہت جلد مسلمانوں نے اسکندریہ کو فتح کر لیا ۔ (منتخب کنز جلد سوم) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوج کی کمی کو اس کا سبب قرار دیا نہ گولا گھٹا مصالحہ بارود بندوق و توپ کی کمی کو اس کا باعث قرار دیا اور نہ کسی دیگر مادی چیز کو اس کا باعث گردانا بلکہ تمام تر نصرت و کامیابی کا مدار خدا اور سنت پر سمجھا ۔ اور آج ہر نامی کو مسلمانوں نے اپنی تعدادی اقلیت اور مادی سر وسامان کی قلت پر محمول کرنے کا حیلہ تراش لیا ہے ۔ اپنی ایمان افلاس نے الدیدین کا کوئی وجہ نہیں قرار دیتے یہ حیلہ بھی بجائے خود ایک فتنہ ہے ۔

کتاب وسنت کا علم

امام شافعی اور امام محمد میں مناظرہ ہوا کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک میں سے کون افضل ہے ۔ ؟ توامام شافعی نے قسم دے کر امام محمد سے پوچھا ۔

من اعلم بالقران صاجنا ام صاحبکم کہ قرآن کا زیادہ علم کسے ہے ۔ ؟ امام محمد نے کہا کہ امام مالک کو پھر قسم دے کر پوچھا من اعلم بالسنۃ کہ سنت نبویہ کا دونوں اماموں سے کس کو زیادہ علم ، ہے ۔ امام محمد نے کہا امام مالک کو پھر پوچھا اصحاب رسول ﷺ کے اقوال کا زیادہ عالم کون ہے ۔ انہوں نے کہا امام مالک ہیں ۔ (صداۃ الجنان ص 376 ج 1) اس پر امام شافعی نے فرمایا ۔ کہ جب کتاب وسنت کا زیادہ علم امام مالک کو ہے ۔ تو اب قیاس کے علاوہ کیا باقی بچا اور پھر قیاس بھی انہی میقات پ ہوتا ہے ۔ جب ان کا وسیع علم ہی نہیںتو قیاس بھی بے بنیاد ہوگا ۔

کتاب وسنت بہر حال مقدم ہے ۔

صفۃ الصتوۃ ص 146 جلد 2 میں امام شافعی کا ارشاد ہے ۔ تم میری کتاب میں کوئی مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف دیکھو تو میری رائے میرا زانی قول سمجھ کر چھوڑ دو قطعی چھوڑ دو اور سنت رسول ﷺ کے مطابق اپنا قول و عمل دیکھو۔

سنت رسول ﷺ کے مقابلہ میں کسی کا قول قابل قبول نہیں

حضرت عبد اللہ ابن مبارک کے کسی شاگرد نے کتاب المناسک کی ایک حدیث کہ آخر میں لکھا ہے ۔ ہمارے استاد کا یہی خیال ہے ۔ اور ہم بھی اس پر عمل کرتے ہیں ۔ کسی موقعہ پر یہ عبارت آپ کی نظر سے گزری تو ضعف (ہوئے اور اس عبارت کو اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا میں کون ہوں جو میرا قول لکھا جائے اور اس پر عمل کا مدار رکھا جائے ۔ (صفۃ الصفوۃ ص 108 ج 4) (الاعتصام جلد نمبر 6 ش 10-11

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد11 ص 331-342

محدث فتویٰ